مواعظِ اختر نمبر ۲۱

نزولِ تجلیات



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com





نزولِ تجلیات

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com



بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ امیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: نزولِ تجلیات

نامِ واعظ: محبی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: یکم رمضان المبارک ١۴٠٦ھ مطابق ١١ مئی، ١٩٨٦ء

مقام: ڈھاکا نگر، ڈھاکہ بنگلہ دیش بر مکان حاجی کمال صاحب

موضوع: تقویٰ اور پردے کی اہمیت

مرتب: حضرت اقدس سیّد عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ١٢ محرم ١۴٣٦ھ مطابق ۵ نومبر ٢٠١۴ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ٨۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ١٢ کراچی

فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

دعا سے سوئے قضاء، حسن قضاء سے بدل جاتی ہے.................۷
شرعی پردہ کا اہتمام کریں.................۸
منہ بولا بھائی، منہ بولی بہن وغیرہ شیطانی چال ہے.................۹
شیطان اسمِ مضل کا مظہرِ اتم ہے.................۹
شیطان مردود کے شر سے بچنے کی دعا.................۱۰
اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو شیطان کا مکر نہایت ضعیف ہوتا ہے.................۱۱
بابا نجم الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ.................۱۱
اپنے گناہوں کو بڑا سمجھنے والا شخص متکبر ہے.................۱۲
اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امیدوار بنانے والا ایک شعر.................۱۳
لطفِ آہ وفغاں.................۱۳
کسی کافر کو بھی حقیر مت سمجھو.................۱۴
قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے.................۱۶
عافیت وراحت کے راستہ کو ترک کرنا مذموم ہے.................۱۷
اضافتِ مقلوبی کی مثال.................۱۹
دین کی بات ہو رہی ہو تو سلام نہیں کرنا چاہیے.................۱۹
حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ.................۱۹
جاندار کی تصویر کی موجودگی میں نماز مکروہِ تحریمی ہوتی ہے.................۲۰

اصل خاندان اور برادری...۲۱

اللہ کے غضب کے ساتھ نسبت مع اللہ کا حصول محال ہے.....................۲۲

گناہوں پر اصرار کی تعریف...۲۳

رضائے الٰہی کے ساتھ رشتہ داروں سے نباہ کا طریقہ.......................۲۳

بندگیِ حیات...۲۵

اہل اللہ کی صحبت سے ایمان میں قوت آتی ہے...........................۲۵

ابرار کون لوگ ہیں؟..۲۷

کنجوس آدمی سے دین نہیں پھیلتا...۲۸

نامحرم لے پالک اولاد سے پردہ کرنا بھی واجب ہے.........................۲۹

جو گناہ سے بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ضرور راستے کھولتے ہیں......۳۰

کفرانِ نعمت کیا ہے؟...۳۱

اتباعِ شریعت کے ساتھ کثرتِ غم، نسبت مع اللہ کا پیش خیمہ ہے...........۳۱

مالکِ حقیقی کے دو حق..۳۳

اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا نزول قلبِ شکستہ پر ہوتا ہے............................۳۴



نزولِ تجلیات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِنَّ الدُّعَآءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ وَعَلَیْکُمْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَآءِ

اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

(مشکوٰۃ المصابیح، کتابُ الدعوات، ص:۱۹۵)

میرے دوستو اور بزرگو! دنیا میں انسان کو کبھی موافق حالات آتے ہیں یعنی دل کے چاہنے کے مطابق اچھے حالات آجاتے ہیں، کبھی دل کو صدمہ وغم پہنچانے والے حالات آجاتے ہیں، کبھی مخلوق کی بے وفائیوں سے تکلیف پہنچتی ہے، کبھی دوستوں کی محبت اور وفاداری سے دل خوش ہوجاتا ہے اور کبھی دوستوں کی بے وفائی سے قلب کو صدمہ بھی پہنچتا ہے۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ہمیشہ راحت وسکون اور اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزار لے۔ کبھی ایسے حالات آتے ہیں جن سے انسان کے قلب کو صدمہ پہنچتا ہے، ان کو ناموافق حالات سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن مولانا جلال الدین رومی اور حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہما اللہ جیسے حضراتِ اکابر اور بزرگانِ دین نے یہی فرمایا ہے کہ جو حالات خوشی کے ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدمہ اور غم کے حالات آجائیں تو عافیت کی دعا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو اپنے لئے نہایت مفید سمجھے۔

دعا سے سوء قضا، حسنِ قضا سے بدل جاتی ہے

اِنَّ الدُّعَآءَ یَنۡفَعُ مِمَّا نَزَلَ جو بلا نازل ہوگئی اللہ تعالیٰ دعا کی برکت سے اس کو بھی دور فرما دیتے ہیں وَمِمَّا لَمۡ یَنۡزِلۡ جو ابھی آئی نہیں ہے، معلق ہے، زمین پر آنے والی ہے وہ بھی ٹل جاتی ہے، بندوں کی دعاؤں کی برکت سے اللہ کے فیصلے تبدیل ہوجاتے ہیں:

((لَا یَرُدُّ الۡقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ))

(مشکوٰۃُ المصابیح، کتابُ الدعوات، ص:۱۹۵)

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے جو دعا مانگی ہے وہ دراصل حدیث کا ترجمہ ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ جَھۡدِ الۡبَلَآءِ وَدَرۡكِ الشَّقَآءِ وَسُوۡٓءِ الۡقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الۡاَعۡدَآءِ))

(صحیحُ البخاری، کتابُ القدر، باب من تعوذ باللہ، ج:۲، ص:۹۷۹)

معلوم ہوا کہ سوء قضا یعنی جو باتیں ہمارے لئے مضر ہیں وہ اگر تبدیل نہیں ہوسکتی ہیں تو یہ دعا کیوں سکھائی جارہی ہے؟ اگر اللہ کے فیصلے دعاؤں سے نہ بدلتے تو ان دعاؤں کے سکھانے کا کیا مطلب ہے کہ اے اللہ ہم سوء قضا سے پناہ چاہتے ہیں لہٰذا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے کہ وہ ہر سوء قضا کو حسنِ قضا سے تبدیل فرمادے۔ اسی کو حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بگذراں از جانِ ما سوء القضا

وامبر مارا زِ اخوانِ الصفاء

اے خدا! اپنے وہ فیصلے جو ہمارے لئے مضر ہیں، نقصان والے ہیں آپ ان کو مفید فیصلوں سے تبدیل فرمادیجئے اور ہمیں اپنے نیک بندوں سے الگ نہ فرمائیے اور کیا عجیب عنوان سے فرمایا کہ یا اللہ! یہ قضا اور فیصلہ آپ پر حاکم نہیں ہے، آپ کی قضا آپ پر حاکم نہیں ہے، آپ کی محکوم ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا عنوان دیکھئے،

عجیب عنوان ہے، فرماتے ہیں کہ قضا اور فیصلہ بدلنا یہ آپ کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے کیونکہ قضا آپ پر حاکم نہیں ہے، آپ کی محکوم ہے لہٰذا آپ اپنی قضا کو جب چاہیں تبدیل فرمادیں۔ اور قضا کی دو قسمیں ہیں:

نمبر ۱: سوء قضا۔ نمبر ۲: حسن قضا لہٰذا جو مفید فیصلے ہیں وہ ہمارے لئے باقی فرمادیں اور جو ہمارے لئے مضر فیصلے ہیں ان کو مفید فیصلے میں تبدیل فرمادیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے عجیب زبان اور عجیب علوم عطا فرمائے ہیں جیسے اس عنوان سے دعا کرنا کہ اے خدا! قضا آپ کی محکوم ہے حاکم نہیں ہے، تو یہ بہت ہی اہم مسئلہ واضح کر بیٹھے ہیں۔

شرعی پردہ کا اہتمام کریں

تو جو بھی مصائب آئیں سمجھ لینا چاہیے کہ ان کا بھی حق ہے، مصیبت کا بھی حق ہے، جیسے نعمت کا حق یہ ہے کہ شکر ادا کریں، اللہ نے آنکھ میں روشنی دی ہے، یہ نعمت ہے اور اس نعمت کا مالک کون ہے، آنکھوں کی روشنی کا مالک اللہ ہے لہٰذا اگر ہم اپنی آنکھوں کی روشنی کو مالکِ نعمت کے مطابق استعمال کرتے ہیں تو یہ شکرِ نعمت ہے، یہ نہیں کہ ہم اپنی بھابھی کو دیکھ لیں تو پھر شیطان بھی چابی لگا دیتا ہے کیونکہ بھابھی کا قافیہ چابی سے ملتا ہے۔ اس لئے حدیث میں کتنا سخت حکم آیا ہے، ایک عورت نے پوچھا کہ کیا میں اپنے شوہر کے بھائی سے پردہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ارے وہ تو موت ہے، موت۔ یعنی جتنا موت سے ڈرو اتنا شوہر کے بھائی سے ڈرو تو بھابھی کو چاہیے کہ وہ اپنے دیور سے ڈرے یعنی شوہر کے بھائی سے۔ ایسے ہی سالی سے بھی پردہ ہے، سالی کم عمر ہو یا بڑی ہو، چھوٹی بڑی دونوں سالی خطرناک ہیں، اسی طرح چچی سے ممانی سے بھی پردہ ہے، بے پردگی جہاں بھی ہوگی خطرناک ہے۔

مولانا سعید احمد صاحب مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے سگے بھائی اور حکیم الامت کے بھانجے تھے اور یہ دوسال کے تھے کہ بچپن ہی سے حضرت تھانوی کی اہلیہ نے ان کو پالا تھا، ان کو پیشاب پاخانہ کرایا لیکن جب بارہ سال کے ہو گئے تو حضرت نے کہا کیوں بھئی مولوی سعید تمہاری کیا عمر ہے؟، وہ کہنے لگے بارہ سال۔ بس اور کچھ نہیں فرمایا۔ حکیم الامت کے اس سوال سے وہ سمجھ گئے کہ ماموں کیا چاہتے ہیں، اب کھانے کے لئے ممانی بلا رہی ہیں، حضرت کی بیوی صاحبہ، پیرانی صاحبہ بلا رہی ہیں مگر اندر نہیں جارہے ہیں، تو سگی ممانی سے بھی پردہ ہے۔ آج دین دار گھرانوں میں جن کی تہجد اور جن کی زبان پر علوم و معارف بھی جاری ہیں جب ان کے یہاں شرعی پردہ نہیں ہوگا تو بتاؤ امت کو کس قدر بدگمانی ہوگی۔

منہ بولا بھائی، منہ بولی بہن وغیرہ شیطانی چال ہے

ایک شخص منبر پر وعظ کہتا ہے اور امام ہے لیکن گھر میں شرعی پردہ نہیں ہے، چچازاد بہن بے پردہ چلی آرہی ہے، جس کو دیکھو گھر میں چلے آرہے ہیں۔ پوچھو کہ یہ کون ہے؟ تو جواب ملتا ہے کہ یہ میرا منہ بولا بھائی ہے، یہ میری منہ بولی بہن ہے۔ ارے! یہ منہ بولا کیا ہوتا ہے؟ منہ کے بولنے سے کچھ ہوتا ہے، سب بول ہوتا ہے، بول عربی میں پیشاب کو کہتے ہیں۔ یہ شیطان نے بے پردگی، بدنظری اور آنکھوں کے زنا کا نیا نسخہ نکالا ہے کراچی میں بھی ہے۔ بیوی شوہر سے کہتی ہے کہ خبردار اس کو منع مت کرو، یہ میرا منہ بولا بھائی ہے حالانکہ اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔

شیطان اسمِ مضل کا مظہرِ اتم ہے

یہ شیطان بھی اپنے فن میں عجیب ماہر ہے۔ اسی لئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان اسم مضل کا مظہر اتم ہے اور انبیاء علیہم السلام

صفت ہادی کے مظہر اتم ہوتے ہیں لہٰذا جب اللہ کی کسی صفت کا کوئی مظہر اتم ہو جیسے ابلیس اور اس کی ذریات اسم مضل کا مظہر اتم ہیں لہٰذا ان سے لڑنا اور ان کے وسوسوں کا براہِ راست جواب دینا اللہ تعالیٰ کی صفت اسم مضل سے تقابل کرنا اور ٹکر لینا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان سے لڑنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ وہ تو اسمِ مضل کا مظہر اتم ہے تو گویا ہم اللہ کی صفت سے لڑ رہے ہیں، لہٰذا فرمایا کہ جب تمہیں شیطان وسوسہ ڈالے تو تم شیطان سے مت لڑو، یہ ہمارا کتا ہے، فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ کَالْکَلْبِ الْوَاقِفِ عَلَی الْبَابِ فرماتے ہیں کہ شیطان مثل اس کتے کے ہے جو دروازہ پر رہتا ہے۔

شیطان مردود کے شر سے بچنے کی دعا

اب آپ بتایئے! اگر آپ رات میں کسی کے گھر جائیں تو آپ پر کتا چلّائے گا تو آپ کیا کریں گے؟ گھنٹی بجائیں گے اور مکان والے سے کہیں گے کہ آپ کا یہ جو بھیڑیا نما کتا ہے یہ مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے، اور میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ اس کتے کو خاموش کرادیں گے، ان کے الفاظ سنتے ہی کتا خاموش ہوجائے گا۔ تو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان مولیٰ کا کتا ہے اور مردود ہے، دربار کے باہر رہتا ہے، دربار میں نہیں رہتا، یہ دربار سے باہر نکالا ہوا ہے، لہٰذا اگر یہ وسوسہ ڈالے تو تم اس سے مت لڑو ورنہ وہ اِشکال کرتا رہے گا اور تم جواب دیتے دیتے پاگل ہوجاؤ گے، تمہارے سب علوم اس کے سامنے بے کار ہوجائیں گے، پھر کیا کرو؟ اس کتے کے مالک سے رجوع کرو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھو، کہ اے اِس کتے

کے مالک! آپ سے میں پناہ مانگتا ہوں، اس کے وسوسوں اور اس کے تمام شر سے مجھے بچائیے۔ یہ بات باب الوسوسہ میں مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں دیکھ لیجئے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو شیطان کا مکر نہایت ضعیف ہوتا ہے

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مَعَ اللُّطْفِ الْاِلٰهِیِّ لَا اَضْعَفُ مِنْهُ وَ لَا اَذَلُّ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اگر شامل حال ہو تو شیطان سے بڑھ کر ذلیل اور ضعیف مخلوق کائنات میں کوئی نہیں:

﴿اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا﴾

(سورۃ النسآء، آیت:۷۶)

شیطان کا کید ضعیف ہے، مگر یہ کید کب ضعیف ہے؟ مع لطف الٰہی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی نکتہ سمجھا جو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ معمولی محدث نہیں تھے، بہت بڑے محدث اور مفسر تھے، فرماتے ہیں؎

گر ہزاراں دام باشد بر قدم
چوں تو بامائی نباشد ہیچ غم

اے خدا! میرے ہر قدم پر گمراہی کے ہزاروں جال بچھے ہوئے ہیں، اگر آپ عنایت اور مہربانی سے ہمارے ساتھ ہیں تو ہمیں کوئی غم نہیں ہے۔

بابا نجم احسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کراچی میں ایک بزرگ بابا نجم احسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز صحبت، اور بہت اچھے شاعر بھی تھے، ان سے بڑے بڑے لوگوں کو ہدایت ہوئی۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے گناہوں کو بھی گالیاں دی ہیں، ان میں ذرا جذب بھی تھا، مجذوب قسم کے تھے۔ میرے

شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ان کو تھانہ بھون میں دیکھا کہ وہ اپنے حجرہ میں ذکر میں دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ تو شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ ان شاء اللہ کامیاب ہوجائیں گے۔ یہ بات بابا نجم الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان کی۔ تو یہ میرے ہم وطن یعنی پرتاب گڑھ کے بہت قابل آدمی تھے، فارسی میں شعر کہتے تھے، بڑے بڑے بیرسٹر اور وکیل بھی ان سے مقابلہ نہیں کرسکتے تھے۔ تو مجھ سے فرمایا کہ شیطان کبھی کبھی مجھ کو مایوس کرتا ہے، مجھے گناہ یاد دلاتا ہے کہ ان گناہوں سے تمہاری کیا بخشش ہوگی؟ تو میں نے گناہ کو گالی بھی دی ہے، اب سنئے کیسی گالی دی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

مجھے اس کریم مطلق کے کرم کا آسرا ہے

ابے او گناہ کے بچے مجھے کیا ڈرا رہا ہے

یہ اللہ والوں کی گالی ہے، کیسی پیاری گالی ہے۔ مجھے اس شعر میں بہت مزہ آیا، اس لئے کہ اگر انسان مایوس ہوکر مرے گا تو کیا حالت ہوگی۔

اپنے گناہوں کو بڑا سمجھنے والا شخص متکبر ہے

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اپنے گناہوں کو بڑی اہمیت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ صاحب میں بڑا گنہگار ہوں، مجھ کو اللہ کیسے بخشے گا تو یہ صورتاً متواضع ہے ورنہ حقیقتاً بڑا متکبر ہے کیونکہ اپنے گناہوں کو اللہ کی رحمت سے بڑا سمجھ رہا ہے، کہہ رہا ہے کہ صاحب میں تو بڑا گنہگار ہوں، اب بڑا گنہگار ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی بڑا ہے؟ تو یہ صورتاً تو متواضع ہے کہ صاحب بڑے منکسر المزاج ہیں، کیسے اپنے کو مٹایا ہے، اپنے گناہوں کا بڑا استحضار ہے لیکن حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص صورتاً تو متواضع ہے لیکن

حقیقتاً اس کے اندر بہت بڑا تکبر گھسا ہوا ہے، یہ اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بڑا سمجھ رہا ہے۔اس لئے ان بزرگ کا شعر اس معنی میں ہے کہ ابے او گناہ کے بچے، مطلب یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مقابلے میں حقیر ہے، پہلا مصرعہ بتا رہا ہے کہ مجھے اس کریم مطلق کے کرم کا آسرا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے کرم اور رحمت کے پیش نظر گناہ کی کیا حقیقت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امیدوار بنانے والا ایک شعر

روزہ میں اس گالی پہ ثواب بھی ملے گا ان شاءاللہ کیونکہ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار بنایا جارہا ہے لیکن ذرا دیکھیں کہ عنوان کتنا پیارا ہے ؎

مجھے اس کریم مطلق کے کرم کا آسرا ہے
ابے او گناہ کے بچے مجھے کیا ڈرا رہا ہے

شیطان ڈراتا ہے کہ تیری مغفرت نہیں ہوگی۔تو نا اُمیدی کفر ہے کہ نہیں؟ مگر یہ شعر نا امیدی کا کیسا بہترین علاج ہے۔

لطفِ آہ وفغاں

اب یوپی کا ایک محاورہ اور بھی سن لیجئے! ایک گالی اور سن لیجئے! ایک دن انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ یوپی کا ایک محاورہ ہے کہ تمہاری ایسی کی تیسی، یہ یوپی ہندوستان کا ایک محاورہ ہے، جس کو حقیر اور ذلیل کرنا ہوتا ہے اسے کہتے ہیں کہ تمہاری ایسی کی تیسی ۔اب یہ جملہ بھی وہ اپنے شعر میں لائے ہیں، فرماتے ہیں ؎

جنتیں مل گئی ہیں آہوں کی
ایسی تیسی مرے گناہوں کی

یعنی میں اشکِ ندامت سے، اشک بار آنکھوں سے رو رہا ہوں، استغفار کر رہا ہوں اور جہاں جہاں آنسو لگ رہے ہیں وہاں دوزخ حرام ہو رہی ہے، تو یہ آہیں جو ہیں ان میں رونے والے کو اتنا مزہ آتا ہے کہ فرشتے بھی اس مزہ کو لینے کے لئے آسمان سے آتے ہیں کیونکہ آسمان پر یہ مزہ نہیں ہے، رونے کا، آہ وزاری اور نالوں کا مزہ آسمان پر نہیں ہے۔ فرشتے جب خطا ہی نہیں کرتے، معصوم ہیں تو انہیں رونا کہاں سے آئے گا، پھر رونے کا مزہ کیا آئے گا لہٰذا فرشتے آسمان سے زمین پر گنہگاروں کے آہ و نالوں کو سننے کے لئے آتے ہیں ؎

جنتیں مل گئی ہیں آہوں کی
ایسی تیسی مرے گناہوں کی

بتایئے! گناہوں کو گالی دی یا نہیں؟ دیکھئے! یہ ہیں اللہ والے عارفین، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے بلا وجہ خلافت تھوڑی ملی تھی، یہ صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کیسے ہیں؟ ہم کس چیز پر ایمان لائیں؟ اس کی ذات وصفات کیسی ہیں تو فرمایا کہ ؎

سوا اس کے ہر بات بے راہ ہے
محمد کا اللہ اللہ ہے

یعنی جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ فرمایا ہے بس وہی ہمارا اللہ ہے، یہ علوم ہیں۔ اصل میں یہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم ہیں۔

کسی کافر کو بھی حقیر مت سمجھو

اس پر ابھی ایک بات یاد آئی کہ حدیث میں ہے کہ اپنے کو سب سے حقیر سمجھیں، دنیا میں اپنے کو کسی سے بھی بہتر نہ سمجھیں، لیکن ایک جمعدار جھاڑو لگا رہا ہے، عیسائی ہے اور ایک عالم اور حافظِ قرآن ہے تو وہ اس جمعدار سے

اپنے کو کیسے حقیر سمجھے؟ تو اس کو یوں سمجھو کہ حسنِ خاتمہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے، ہوسکتا ہے یہ جمعدار کلمہ پڑھ کر جنت میں چلا جائے اور ممکن ہے تمہارا خاتمہ ٹھیک نہ ہو، تو قضیہ ممکنہ سے نجات حاصل کیجئے، جیسے کبر سے نجات کے لئے قضیہ ممکنہ کافی ہے، ممکن احتمال قائم کرلو، یقین فرض نہیں ہے، اس لئے احتمال قائم کرلو کہ اس بات کا احتمال تو ہے کہ اگر کبھی یہ کلمہ پڑھ لے تو مسلمان ہو کر جنت میں جاسکتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہیچ کافر را بخواری منگرید
کہ مسلمان بودنش باشد اُمید

کسی کافر کو بھی حقیر مت سمجھو، اس کے مسلمان ہونے کی امید تو ہے۔ اسی طرح اگر کسی عالم کے دل میں شیطان کہتا ہے تم تو بڑے عالم ہو اور یہ ہے تو مسلمان مگر جاہل ہے، تو یہ مجھ سے کیسے افضل ہوجائے گا؟ تو حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ وہاں یہ سوچو کہ ممکن ہے، اس کا کوئی عمل اللہ کے یہاں مقبول ہو اور ممکن ہے کہ ہمارا کوئی عمل اللہ کے ہاں مبغوض ہو، علم الٰہی میں یہ مقبول ہو اور ہم مبغوض ہوں۔ بس احتمال نجات کے لئے کافی ہے، تکبر کی بیماری سے نجات کے لئے احتمال اور امکان کافی ہے، لہٰذا احتمال قائم کرو، نفس وہیں مرجائے گا، نفس تو خوش ہوتا ہے یقین سے، اور احتمال سے تو اس کی ہوا نکل گئی، نفس جو تکبر سے پھولا ہوا تھا جب احتمال قائم کردیا تو سب ہوا نکل گئی۔ بھئی! یہ بے نمازی بھی ہے، مسجد بھی نہیں جاتا لیکن ممکن ہے کہ اس کا کوئی عمل جو ہمارے سامنے نہیں ہے اللہ کے یہاں مقبول ہو اور روزہ، نماز کے باوجود ہمارا کوئی عمل ایسا ہوسکتا ہے جو اللہ کے یہاں مبغوض ہو۔ بس یہ احتمال قائم کرلو، کبر سے نجات ہوجائے گی۔

دوستو! یہ علوم بہت مشکل ہیں، بڑے بڑے علماء کو مشکل ہوجاتی ہے اس مسئلہ کو بیان کرنے میں لیکن اللہ جزائے خیر دے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو

کہ اس مشکل مسئلہ کو کیسے حل کر دیا کہ امکان اور احتمال سے فائدہ اٹھالو، احتمال قائم کرلو، کیونکہ یقین کرنا تو مشکل ہوتا ہے اور یہ احتمال ایسا ہے کہ اس پر یقین بھی آجاتا ہے، یہ حقائق ہیں خالی وہم نہیں ہے کہ بس تصورات میں اپنے کو حقیر سمجھا۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تصور کافی نہیں ہے، تصدیق کافی ہے، قلب سے تصدیق کرو کہ ہم اس سے حقیر ہیں۔ اس احتمال پر کہ ہوسکتا ہے کہ اس کا کوئی عمل مقبول ہو اور ہوسکتا ہے کہ ہمارا کوئی عمل مبغوض ہو۔ تیسرا مسئلہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ مان لو اگر وہ بھی مقبول ہے اور میں بھی مقبول ہوں تو یہ احتمال قائم کرو کہ ہوسکتا ہے کہ یہ ہم سے زیادہ مقبول ہو، یہ تیسرا جواب ہے۔ یہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم ہیں جو آپ حضرات کی برکت سے یاد آگئے۔

قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے

ایسے ہی ایک عالم صاحب نے حکیم الامت سے کہا کہ میری بدنظری غیر اختیاری ہوچکی ہے، یعنی جب رشتہ داروں میں کوئی حسین عورت سامنے آتی ہے تو نظر اٹھ جاتی ہے، میں اٹھاتا نہیں ہوں، اٹھ جاتی ہے، اور پھر نظر ہٹانے کی طاقت مجھ میں نہیں رہتی۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ جب آپ کو نظر اٹھانے کی طاقت ہے تو نہ اٹھانے کی بھی طاقت یقیناً ہوگی کیونکہ آپ اہلِ علم ہیں، آپ کو فلسفہ کا یہ قاعدہ مسلمہ معلوم ہے کہ قدرت کا تعلق ضدین سے ہوتا ہے، یعنی جو نظر اٹھا سکتا ہے وہ اس کے عدم پر بھی قادر ہے ورنہ اسے قدرت ہی حاصل نہیں ہے، قدرت نام ہی اسی کا ہے کہ جو کام کر سکے اس کو نہ بھی کر سکے اور اگر نہیں کر سکتا جیسے اسّی سال کی عمر میں کسی کی گردن میں رعشہ ہوگیا، رعشہ ایک مرض ہے، جس میں سر ہلتا رہتا ہے، تو اس کو سر ہلانے کی قدرت نہیں کہا جائے گا کیونکہ سر نہ

ہلانے کی اس کو طاقت ہی نہیں ہے یعنی اگر وہ گردن کو ساکن کرنا چاہے تو اس پر اس کو قدرت نہیں ہے، اس مثال سے ان کی سمجھ میں بات آ گئی۔ بعض مثالیں سمجھانے میں میری طب کی پڑھائی بھی کام دیتی ہے، تو دیکھئے! رعشہ کی مثال سے مسئلہ حل ہو گیا۔

تو جب شیطانی وساوس آئیں تو ان کا جواب مت دو ورنہ بعضے لوگوں نے رات بھر جواب دیا اور صبح مجھ سے آ کر کہا کہ میں آج رات بھر شیطان سے لڑا اور بالکل نہیں سویا مگر پھر بھی نہیں جیتا، وہ نئے نئے وسوسے ڈالتا رہا۔ میں نے کہا کہ تم ایک معمولی آدمی کے کتے کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو شیطان سے کیسے لڑ سکتے ہو، یہ جانتے ہو کہ وہ کتنی عظیم الشان ذات کا کتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا کتا ہے۔ جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے اتنی ہی بڑی نسل کا کتا منگواتا ہے، تو سمجھ لو کہ شیطان سے لڑو مت، اگر اس سے لڑنے کی اجازت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کیوں سکھاتے؟ کہتے کہ جب شیطان وسوسہ ڈالے تو دونوں ٹانگوں کے بیچ میں ہاتھ ڈال کر اٹھا کر پٹخ دو، یہ کشتی کا داؤ ہوتا ہے جس کو دھوبی پاٹ کہتے ہیں، جیسے دھوبی کپڑے کو پٹختا ہے۔ لیکن بتایئے کہیں ایسا حکم ہے؟ بلکہ حکم تو یہ ہے کہ:

﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ﴾

(سورۃ الاعراف، آیت:۲۰۰)

اللہ کی پناہ مانگو، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ سکھایا۔

عافیت وراحت کے راستہ کو ترک کرنا مذموم ہے

جب راحت ملے تو تکلیف اٹھانا نہیں چاہیے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ درخت کا سایہ چھوڑ کر دھوپ میں نماز پڑھ رہے تھے حالانکہ درخت کا سایہ موجود تھا، ان کا یہ خیال تھا کہ میں جتنا مجاہدہ کروں گا اتنا ہی اجر ملے گا، ان پر جذب کا حال

غالب تھا۔ ایک بزرگ نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ شخص کسی بلا میں مبتلا ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راحت اور عافیت کو چھوڑ کر گرمی کی بلا اختیار کر رہے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی بلا میں مبتلا ہونے والے ہیں لہٰذا اس کے بعد وہ حالات ہوگئے کہ منصور پھانسی پر چڑھ گئے، اسی لیے دارِ منصور مشہور ہے اور علمائے حق نے ان کی مدد بھی کی مگر ایک وزیر تھا جو شیعہ تھا اس نے غداری کی اور بادشاہ کے کان ان کے خلاف بھر دیئے۔ بہرحال قسمت میں جو کچھ تھا وہ ہوگیا۔ چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

چوں قلم بردست غدارے رسید
گردنِ منصور بر دارے رسید

یہ غدار سے مراد وہی شیعہ وزیر تھا اور حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ یہ جو مشہور ہے کہ یہ منہ اور مسور کی دال تو فرمایا کہ یہ غلط ہے، یہ محاورہ عوام میں بگڑ گیا، اصل میں یہ تھا یہ منہ اور منصور کی دار۔ حضرت یہ نکتے بیان فرماتے تھے کہ دیکھو! اصل میں بگڑتے بگڑتے یہ منہ اور مسور کی دال ہوگیا، ورنہ مسور کی دال تو لذیذ ہوتی ہے، اس کو کھانا کون سا مشکل ہے؟ بتایئے! کیا مسور کی دال کھانا مشکل ہے؟ وہ تو ہمارے یوپی میں شادی بیاہ میں پکاتے تھے۔ تو اصل محاورہ یہ تھا کہ منہ اور منصور کی دار یعنی یہ منہ اس قابل نہیں کہ اللہ کے عشق میں پھانسی پر چڑھے، ابھی اس کو اتنا عشق حاصل نہیں ہوا۔

اضافتِ مقلوبی کی مثال

ایسے ہی حضرت فرماتے تھے کہ ایک دوا ہے سپستان، تو اصل میں یہ پستانِ سگ ہے، اضافت مقلوبی سے سپستان ہوگیا، کیونکہ یہ کتیا کے پستان کے

برابر ہوتا ہے، جوشاندہ میں پڑتا ہے۔ ایسے ہی فرمایا کہ حافظ شیرازی کے جو شیخ تھے سلطان نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے تھے کہ کبریٰ تو مؤنث ہے، یہ مذکر کی صفت کیسے ہو جائے گی؟ تو شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہاں موصوف محذوف ہے یعنی سلطان نجم الدین صاحبِ مناظرۂ کبریٰ تو کبریٰ صفت ہے مناظرہ کی۔ کبھی کوئی بڑا مناظرہ ہوا ہوگا تو جب سے ان کا لقب ہی یہ پڑ گیا۔ کبریٰ اصل میں اسم تفضیل اکبر کا واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔

دین کی بات ہورہی ہو تو سلام نہیں کرنا چاہیے

اور حضرت سے ہم بارہا ایسے نکتہ کی باتیں سنتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ ایسے وقت میں سلام نہیں کرنا چاہیے جب دین کی بات ہو رہی ہو۔ مسئلہ سمجھ لو! جب وعظ ہو رہا ہو تو سلام نہیں کرنا چاہیے، چپ چاپ آکر مجلس میں بیٹھ جایا کرو، جب واعظ خاموش ہو اور دین کی بات نہ ہو رہی ہو تو جائز ہے۔ حضرت روزانہ ایک میل دور بخاری شریف پڑھانے جاتے تھے، حضرت کا اپنا یکہ تھا، کرایہ کا نہیں تھا، اپنا ذاتی تھا، حضرت رئیس زمیندار تھے۔ اللہ تعالیٰ مالدار لوگوں کو بھی ولی اللہ بنا دیتے ہیں۔

حضرت عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

جیسا کہ شیخ حضرت عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

کہ فقر اندر قبائے شاہی آمد
بتدبیرِ عبید اللّٰہی آمد

ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو وسوسہ تھا کہ یہ مالداری کے ساتھ کیسے صاحبِ نسبت ہو گئے؟ تو مرید ہونے سے پہلے ان کا امتحان کرنے گئے، عرض کیا کہ حضرت میں حج کرنا چاہتا ہوں لیکن کوئی ساتھی نہیں ہے، اگر آپ چلتے تو میں بھی اس

سال حج کر لیتا۔ ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے قیاس کیا کہ یہ ہاتھی، باغات اور تمام زمینداری چھوڑ کر کیسے حج کرنے جائیں گے اور وقت بھی تھوڑا سا ہے، لہٰذا عذر کر لیں گے کہ تھوڑے سے وقت میں انتظام نہیں سنبھال سکتا اگلے سال دیکھا جائے گا، تب میں سمجھ جاؤں گا کہ ان کے دل میں دنیا ہے۔ لہٰذا جب ان سے پوچھا تو حضرت عبید اللہ احرار نمازِ فجر کے بعد روزانہ مسجد سے گھر جاتے تھے تو گھر بھی نہیں گئے، شہر کی طرف جو دروازہ تھا اس طرف سے نکلے اور فرمایا کہ چلو اسی وقت حج کرنے کے لئے۔ ملا جامی نے کہا کہ حضرت! گھر تو ہو آیئے۔ فرمایا کیسا گھر؟ جب اللہ کے گھر جانا ہے تو اب اپنا گھر نہیں دیکھنا۔ بس ملا جامی رونے لگے کہ ہائے! ہم جن کو سمجھتے تھے کہ دل میں دنیا و مال ہے، تو مال اوپر اور دل کے باہر ہے، دل میں واقعی اللہ ہے، جس کو اللہ کے گھر سے اتنی محبت ہو کہ اپنا گھر تک دیکھنے کو تیار نہیں تو اس کے دل میں اللہ سے کیا تعلق ہوگا، جس کو بیت الرب سے اتنا تعلق ہے، اس کے دل میں رب البیت کس شان سے ہوگا، وہ تعلق مع اللہ کے کس اعلیٰ مقام پر ہوگا۔

جاندار کی تصویر کی موجودگی میں نماز مکروہِ تحریمی ہوتی ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اپنے گھر میں خوب جائزہ لیجئے کہیں بھی کوئی کتے، بلی کی تصویر نہ ہو، اخبارات کو بھی لپیٹ کر رکھو، اگر اخبار کھلا ہوگا اور نماز پڑھتے وقت سامنے ہوگا تو اس کی تصاویر کی وجہ سے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور اگر دائیں بائیں یا پیچھے ہو تو وہ بھی کراہت سے خالی نہیں۔ دیکھو! اس کے متعلق علماء کا تحقیقی فتویٰ شائع ہو چکا ہے کہ اخبارات کو لپیٹ کر رکھو تاکہ تصویر ظاہر نہ ہو، اور گھر میں کتے، بلی کی پلاسٹک کی کوئی شکل نہ ہو، کلینڈر وغیرہ کو بھی دیکھتے رہو کہ اس میں تصویر نہ ہو۔ اور شرعی پردے کا اہتمام کیا جائے، چاہے خاندان والے ممانی، چچی اور بھابھی کتنا ہی ناراض ہوں کہ تم ہمارے

شوہر کے کیسے بھائی ہو کہ ہم سے پردہ کرتے ہو۔ ہاں اگر ممانی، چچی کی عمر زیادہ ہوگئی، ساٹھ پینسٹھ سال کی ہوگئی تو بھی کم سے کم سر کے بالوں کو تو چھپائے، بالوں کا پردہ سو برس کے بعد بھی ہے، کوئی عورت دو سو برس کی ہوجائے تب بھی بالوں کا پردہ ہے۔

اصل خاندان اور برادری

دوستو! سارا خاندان راضی ہو لیکن اگر اللہ کو ناراض کیا تو خیریت نہیں، خاندان کو ناراض ہونے دو، آپ کا اصل خاندان آپ سے بہت خوش ہے، اگر آپ کی برادری ناراض ہوگئی تو دوسری برادری بہت تگڑی ہے، آپ کے ساتھ ملائکہ ہیں، ایک لاکھ سے زائد انبیاء علیہم السلام ہیں، ہر نبی کے صحابہ ہیں، آپ کے ساتھ اللہ ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اب اور کتنی بڑی برادری چاہتے ہو۔ بتاؤ! یہ کیسی برادری ہے جس میں انبیاء علیہم السلام ہوں، اولیاء ہوں، صحابہ ہوں۔ تو اگر چند لوگ ناراض ہونا چاہیں تو ہوجائیں، اگر یہی لوگ ایک دن آپ کی جوتیاں نہ اٹھائیں تو کہنا کہ اختر زز کیا کہہ رہا تھا، بس چند دن کا امتحان ہے، پھر اس کے بعد آپ کے شرعی پردے سے ان کے دل میں عظمت پیدا ہوگی اور وہ آپ سے دعاؤں کی درخواست کریں گے اور جب بھابھی دیکھتی ہے کہ یہ مجھے کبھی دیکھتا ہے اور کبھی نہیں دیکھتا اور گوشۂ چشم سے دیکھتا ہے تاکہ ان کے دلوں میں میرا تقدس بھی رہے کہ یہ صوفی بھی ہے مگر گوشۂ چشم سے دیکھتا رہتا ہے جس کو لکھنؤ کے ایک شاعر نے کہا تھا ؎

وہ دیکھتا نہیں تھا مگر دیکھ رہا تھا

دیکھو! اس مصرع کو نوٹ کرلو، بعض لوگ اس طرح گوشۂ چشم سے دیکھتے ہیں۔ تو جس تقدس کو بچانے کے لئے گوشۂ چشم سے دیکھتا تھا، وہ بھی باقی نہیں رہتا۔

اللہ کے غضب کے ساتھ نسبت مع اللہ کا حصول محال ہے

تو اپنے گھروں کو دیکھو اپنا بھائی، سگا بھانجا، سگا بھتیجا جب بالغ ہوگیا بلکہ بالغ کیا جب بارہ سال کا ہوگیا ہو تب ہی سے اس کو اپنے گھر میں بیوی کے پاس نہ آنے دو، بھانجے کو بھی اور بھتیجے کو بھی اور چچی سے بھی پردہ ہے اور ساتھ ساتھ گھر میں چچا کی بیٹی، ماموں کی بیٹی، خالہ کی بیٹی سب سے پردہ ہے یا نہیں بتاؤ! اور خالو سے تو سخت پردہ ہے، بقول مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کہ خالو تو بھالو ہوتا ہے۔ تو گھر میں اگر شرعی پردہ نہیں ہے تو دیکھو اللہ کا غضب آئے گا یا نہیں آئے گا، اللہ کی نافرمانی سے اللہ کا غضب آتا ہے یا نہیں آتا ہے، اللہ کی نافرمانی سے کیا کوئی شخص نسبت کے حصول کی اُمید رکھ سکتا ہے؟ ملکۂ یادداشت اور چیز ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ملکۂ یادداشت اور نسبت مع اللہ میں فرق ہے، نسبت مع اللہ کہتے ہیں کہ بندہ سے اللہ خوش ہو اور بندہ اللہ سے خوش ہو، اللہ تعالیٰ کو بندہ سے رضا کا تعلق ہو اور بندہ کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اطاعتِ کاملہ کا ہو، نسبت دونوں طرف سے ہوتی ہے، یکطرفہ نہیں ہوتی جیسے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

خانۂ داماد پر از شور و شر
خانۂ دختر نہ بودے زاں خبر

داماد صاحب کے یہاں شور ہو رہا ہے اور ڈھول بج رہے ہیں اور لڑکی والوں کو خبر ہی نہیں ؎

وَقَوۡمٌ یَدَّعُوۡنَ بِوِصَالِ لَیۡلٰی
وَلَیۡلٰی لَا تُقَرِّبُہُمۡ بِذَاكَ

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم لیلیٰ کے مقرب ہیں جبکہ لیلیٰ کے رجسٹر میں ان کا

نام بھی نہیں ہے۔ ایسے ہی مولیٰ کے رجسٹر میں ان کا نام جب چڑھے گا جب ساری نافرمانیاں گھر سے دور ہوجائیں۔

گناہوں پر اصرار کی تعریف

یعنی گناہ پر اصرار نہ ہو، احیاناً کبھی خطا ہوجائے تو اس سے توبہ واستغفار کرلینا تقویٰ کے خلاف نہیں کیونکہ عصمت ولایت کے لئے لازم نہیں، عصمت نبوت کے لئے لازم ہے لیکن اصرار کے ساتھ گناہوں پر جمے رہنا اَلْاِقَامَۃُ عَلَی الْقَبِیْحِ بِدُوْنِ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَۃِ یہ ولایت کے منافی ہے، ایسا شخص اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا۔ جو استغفار وتوبہ اور ندامت سے رو لیتا ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرلیتا ہے اور اسبابِ معصیت کو اپنے سے دور کرلیتا ہے اور گناہ سے ایسا ڈرتا ہے جیسے سانپ سے تو پھر یہ صاحبِ نسبت ہوجائے گا۔

لہٰذا مخلوق سے مت ڈرو، برادری سے مت ڈرو، ان کو سمجھاؤ لیکن پستول مت مارو، اپنے تمام نامحرم رشتہ داروں سے محبت سے کہہ دو کہ ہم تمہاری ہر طرح سے مدد کے لئے تیار ہیں، اگر تمہیں پیسہ چاہیے تو ہم تمہیں ہدیہ دیں گے، بچوں کے کپڑے نہیں ہیں تو ہم کپڑے بنوادیں گے مگر سامنے آکر میرا ایمان نہ لو، مال لے لو مگر ایمان نہ لو۔

رضائے الٰہی کے ساتھ رشتہ داروں سے نباہ کا طریقہ

جب میں سولہ سال بعد کراچی سے الٰہ آباد گیا تو میری خالہ زاد بہنیں اور چچی سب دیکھنے کے لئے بے چین ہوگئیں، تو میں نے پردہ تان لیا اور اپنی خالہ زاد بہنوں سے اور چچی سے کہا کہ دیکھو! پردہ کے اندر سے بات کرو۔ انہوں نے کہا کہ سولہ سال کے بعد آئے ہو، تمہیں دیکھنے کو ہمارا بہت دل چاہتا ہے،

میں نے کہا کہ تمہارا دل چاہتا ہے تو ہمارا بھی دل چاہتا ہے لیکن ہمارے تمہارے مالک خوش نہیں ہیں، اس بات کو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے ہیں لہٰذا صبر کرو، جس مالک نے پیدا کیا ہے، جس مالک نے دل دیا ہے، ان کی بات مان لو، جس نے دل بنایا ہے ان کی بات مان لو، اگر دل کچھ چاہتا ہے تو اللہ بھی کچھ چاہتا ہے، لہٰذا اللہ کے چاہنے کو اختیار کرلو اور دل کو غلام بنا کر رکھو، مالک کے چاہنے کی چاہت دل کے مقابلہ میں نہیں آسکتی، غلام کی چاہت اور مالک کی چاہت میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ ایک بات کو مالک چاہتا ہے ایک بات کو غلام چاہتا ہے، دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ لیکن میں نے سوچا کہ ان کا دل بہت ٹوٹ گیا ہوگا لہٰذا میں نے کہا کہ دیکھو! میں آپ لوگوں کو ہدیہ دوں گا، تحفہ پیش کروں گا، تمہارے بچوں کو کپڑا بھی بنوادوں گا، دنیاوی جتنے حقوق ہیں رشتے کے، خون کے، میں سب ادا کروں گا اور دوسروں سے بہتر ادا کرنے کی کوشش کروں گا کیونکہ بزرگوں نے ہمیں سخاوت سکھائی ہے اور میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ کوئی ولی اللہ دنیا میں ایسا نہیں ہوا ہے جس کے اندر دو بیماریاں ہوں ایک تو کنجوسی۔ کنجوس مکھی چوس کے معنی معلوم ہیں؟ ایک کنجوس کے شوربہ میں مکھی گر گئی، جب اڑنے لگی تو کہا کہ خبردار! میرا شوربا جو پر میں لگا ہے جب تک میں اسے نہ چوس لوں تجھے چھوڑوں گا نہیں، تو اس کے پروں میں جو شوربہ لگ گیا تھا اسے خوب چوسا اور جب دیکھا کہ شوربے کے آثار اور نشانات بھی نہیں رہے تو پھر اس کو آزاد کردیا۔ تب سے یہ مشہور ہو گیا کنجوس مکھی چوس۔ تو جتنے بھی نبی ہیں، ولایت تو نبوت سے قریب تر ہوتی ہے یعنی نبوت کے نقشِ قدم پر ہوتی ہے لہٰذا جملہ انبیاء علیہم السلام سخی ہوتے ہیں، مہمان نواز ہوتے ہیں، ان میں کنجوسی کا، بخل کا مرض نہیں ہوتا ہے۔ اور دوسرا مرض یعنی ان میں انتقام لینے کا مرض نہیں ہوتا ہے، نہ انبیاء علیہم السلام میں اور نہ اولیاء اللہ میں، لہٰذا میں نے ان لوگوں

سے کہا کہ میں تم لوگوں کو خوش کردوں گا لہٰذا خوب خدمت کی اور سب خوب خوش ہوگئے اور اس کے بعد ہم نے کہا کہ ہم دعا بھی کریں گے لیکن سامنے مت آنا، بعض رشتہ دار نامحرم خواتین تھیں وہ بہت بوڑھی ہوچکی تھیں، ساٹھ سال سے اوپر کی تھیں، میں نے کہا کہ اچھا آپ بالوں کو چھپا کر سامنے آسکتی ہیں، لہٰذا ان کے لئے یہ گنجائش کردی تو اس سے سارے خاندان میں جگہ جگہ میرا وعظ کرایا گیا اور مجھ سے دعائیں لی گئیں اور الحمدللہ جتنے اور علماء تھے وہ کہنے لگے کہ آج شرعی پردہ کا عملی سبق مل گیا۔

بندگیِ حیات

تو دوستو! اپنا عمل ایسا بناؤ جو دوسروں کے لئے عمل کا ذریعہ بن جائے، ہماری زندگی کس طرح کی ہونی چاہیے:

((خَيْرُكُمْ مَّنْ ذَكَّرَكُمُ اللهَ رُؤْيَتُهٗ وَزَادَ فِيْ عِلْمِكُمْ مَّنْطِقُهٗ وَذَكَّرَكُمُ الْآخِرَةِ عَمَلُهٗ))

(کنز العمال ج۹، ص۷۷، رقم الحدیث ۲۵۵۸۳، مکتبہ العلمیہ)

خَيْرُكُمْ مَّنْ ذَكَّرَكُمُ اللهَ ہم اس طرح سے بنیں کہ ہمیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے، اگر لباس ہمارے ٹخنوں سے نیچے ہے یا ہماری ڈاڑھی کٹی ہوئی ہے، یا سر پر انگریزی بال ہیں، تو کیا ہم کو دیکھ کر اللہ یاد آئے گا؟ وَذَكَّرَكُمُ الْآخِرَةِ عَمَلُهٗ اور تمہارا عمل دیکھ کر آخرت کی رغبت پیدا ہو، وَزَادَ فِيْ عِلْمِكُمْ مَّنْطِقُهٗ اور تمہاری گفتگو سے علم میں برکت محسوس ہو۔

اہل اللہ کی صحبت سے ایمان میں قوت آتی ہے

اس لئے سالکین سے بار بار عرض کرتا ہوں، اس وقت میرے ساتھ سالکین کا مجمع ہے لہٰذا میں نماز پر تقریر تھوڑی کروں گا، نمازی تو سب ہی ہیں۔

مجھے تو آج وہ بات عرض کرنی ہے جو ہمارے گھروں میں نہیں ہے، ایسے ایسے لوگ جو تسبیح میں ناغہ نہیں کرتے ہیں مگر جب کراچی سے اپنے گھر واپس جاتے ہیں کشمیر وغیرہ تو کہتے ہیں کہ صاحب جان عذاب ہوجاتی ہے، سارا خاندان سامنے ہوتا ہے، عورتیں بھینس چرا رہی ہوتی ہے۔

وہاں اگر عورت بھینس نہ چرائے تو گذارہ نہیں ہے کیونکہ شوہر تو پڑھا رہا ہے، اب بھینس کو کون چرائے؟ لہٰذا عورتیں دھوپ میں بھینس چرا رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ بھئی! دیہاتوں میں بڑی مشکل ہے لیکن اگر یہ لوگ سلسلہ تھانوی میں بیعت ہوتے اور حضرت تھانوی کا فیضان پاتے یا حکیم الامت کے غلاموں کے غلام کی صحبت پا جاتے تو ان شاء اللہ بھینس بیچ دیتے، بھینس پالنا ضروری ہے یا اللہ کی رضا ضروری ہے؟ ؎

دکھا جلوہ وہی غارت گرِ جانِ حزیں جلوہ
ترے جلوؤں کے آگے جان کو ہم کیا سمجھتے ہیں

تو اللہ کی رضا کے آگے بھینس کیا چیز ہے، اگر کوئی چرانے والا نہ ہوتا تو نوکر رکھتے، اور اگر ملازم کو دینے کے لیے اتنا پیسہ نہ ہوتا تو بھینس بیچ دیتے، کیوں بھئی! اللہ کے نام پر بھینس بیچنا مشکل ہے؟ بولو بھئی! جب اللہ نے مؤمن کا سر خریدا ہوا ہے تو پھر بھینس وغیرہ یہ سب بہانے ہیں، اصل میں ایمان میں قوت نہیں ہے، اور اس کے لئے اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت ہے کیونکہ ان کی صحبت سے ایمان میں قوت آجاتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہندو چمار کو جو زمینداروں کے کھیت جوتتے ہیں ڈانٹ دیا مگر پھر بعد میں اس سے معذرت کی کہ میں نے تمہیں زیادہ ڈانٹ دیا، قیامت کے دن کہیں تم مجھ کو پکڑ مت لینا تو حضرت کی ساری برادری ناراض ہوگئی، سارے زمیندار حضرت سے ناراض

ہوگئے، کہنے لگے کہ یہ تو ہمارے کسانوں کا مزاج خراب کردیں گے، پھر زمینداری کیسے چلے گی، جب تک ہم ان کو دس جوتے نہیں مارتے، دس بیس گالیاں نہیں نکالتے ہیں یہ ٹھیک سے ہل نہیں جوتتے، اور مولانا نے تو ہماری زمینداری چلانی مشکل کردی تو حضرت نے اپنے وطن ہی سے ہجرت کرلی۔ فرمایا کہ تم اگر ناراض ہوتے ہو تو میں تمہارا وطن چھوڑنے کے لئے تیار ہوں لیکن میں اپنے اللہ کو ناراض نہیں کروں گا، کسی بے قصور پر ظلم نہیں کروں گا، کسی کافر کو بھی نہیں ماروں گا، چیونٹی کو بھی نہیں ماروں گا۔

ابرار کون لوگ ہیں؟

یہی بات علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھی ہے۔قرآن پاک میں ہے کہ:

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ

(سورۃ الانفطار آیت: ۱۳)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں وَقَالَ الۡحَسَنُ الۡبَصۡرِیُّ فِیۡ تَفۡسِیۡرِ الۡاَبۡرَارِ اَلَّذِیۡنَ لَایُؤۡذُوۡنَ الذَّرَّ وَلَا یَرۡضَوۡنَ الشَّرَّ حضرت حسن بصری ابرار کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابرار اللہ کے وہ نیک بندے ہوتے ہیں جو چیونٹی کو بھی نہیں ستاتے اور اللہ کی نافرمانی پر بھی راضی نہیں ہوتے لہٰذا ہم تو اللہ کو راضی کریں گے، اگر آپ سب ناراض ہوتے ہو تو جاؤ ہم تمہارے وطن کو ہی چھوڑتے ہیں۔خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے گول ٹوپی، لمبا کرتہ پہنا تو پورے یوپی کے ڈپٹی کلکٹروں نے میرا مذاق اڑایا، تو میں نے آسمان کی طرف دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا ؎

ساری دنیا کی نگاہوں سے گرا ہے مجذوبؔ
تب کہیں جا کے ترے دل میں جگہ پائی ہے

کنجوس آدمی سے دین نہیں پھیلتا

تو میں عرض کررہا تھا کہ جب ناموافق حالات آجائیں تو اللہ کو راضی کرنے کے لئے گناہ چھوڑنے کا صدمہ وغم، برادری ومعاشرہ کی بغاوت سب برداشت کرلو لیکن اللہ کو ناراض مت کرو، بیوی ناراض ہوجائے، بچے چھوٹے چھوٹے کہیں کہ ہم تو تصویر رکھیں گے مگر کسی طرح سے اس کو نہ رکھنے دو لیکن حکمت کے ساتھ معاملہ ہونا چاہیے، اگر آپ کو اپنے گھر سے تصویر نکالنی ہے اور بچے رورہے ہیں اور بیوی بھی رورہی ہے تو پہلے ایک رَیل خرید لاؤ یا موٹر لے آؤ جس میں تصویر نہ ہو، کچھ گیندیں لے آؤ، تھوڑا سا پیسہ خرچ کرو تاکہ بچے بہل جائیں، یہاں بخل حرام ہے، ویسے تو بخل حرام ہے ہی لیکن یہاں تو یہ شخص بالکل کنجوس مکھی چوس بنا ہے کہ نصیحت تو کرتا ہے لیکن جو دین سیکھنے والے ہیں ان کو ایک پیالی چائے پلانے کے لئے تیار نہیں ہے۔

ہمارے گاؤں میں ایک مولوی صاحب تھے جو اردو کتابیں پڑھ کر مولوی بنے تھے یعنی اردو کی فقہ بہشتی زیور وغیرہ پڑھ کر تو گاؤں والوں نے مجھ سے کہا کہ مولوی صاحب کو سمجھا دو کہ منبر پر ہم کو کہتے ہیں کہ اللہ والے بن جاؤ اور ہم سمجھتے ہیں کہ جب یہ اللہ والے ہیں تو مخلوق پر ان کو رحم ہونا چاہیے لیکن جب ہم اپنے کھیت کے لئے پانی مانگتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم پانی نہ دیں گے۔ اسی طرح ہم اور ایک اور مولانا صاحب کسی کے مہمان ہوئے تو ان کی تقریباً سو مرغیاں تھیں مگر انہوں نے ہمیں مسلسل کئی دن دال کھلائی، میں تو صبر کرتا رہا مگر میرے ساتھ الٰہ آباد کے جو مولانا تھے وہ بہت زیادہ پُرمزاح تھے، ان میزبان سے کہنے لگے کہ بھئی مولوی صاحب! تمہاری دال میں وہ مزہ آیا ہے کہ جب اپنے گاؤں سے شہر آیا کروں کسی مقدمہ وغیرہ کے لئے تو مٹی کی ایک کلیا میں تھوڑی

سی دال بھی لیتے آنا، مجھے بہت مزہ آرہا ہے۔ بعد میں مجھے کان میں کہنے لگے کہ میں نے ان کو وہ مارا ہے کہ اگر کچھ عقل رکھتا ہوگا تو سمجھ جائے گا۔ بھئی! مہمان کو کچھ اچھا کھلانا چاہیے، یہ بھی تو شریعت کا حکم ہے۔

تو کنجوسی سے، بخل سے دین نہیں پھیلتا لہٰذا ایسے مواقع پر فوراً بچوں کا دل خوش کرنے کے لئے کچھ اور کھلونے لے آؤ تا کہ گھر میں شور وغل نہ مچے اور پہلے اپنے رشتہ داروں کو جمع کر کے حدیثیں سنایئے، پھر ان سے کہئے کہ آپ میرے خون کے رشتہ دار ہیں، آپ کی خدمت کے لائق جو کچھ شریعت کی حدود میں ہے وہ مجھ سے کہئے ہم سے ہوسکا تو ان شاء اللہ پورا کریں گے۔ ورنہ رشتہ دار سمجھتے ہیں کہ اب تو یہ ہمارے رشتہ دار بھی نہیں رہے، انہوں نے پردہ کرلیا تو ہمارا کوئی حق ادا نہیں کریں گے، یہ بات ذہن میں نہ بیٹھنے دیجئے، ان کو اور زیادہ دینے کی کوشش کیجئے، لین دین، تحفہ، ہدیہ عزیز واقارب کو رشتہ داروں کو دو، اس سے ان کا حق ادا ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ جب آپ ان کی خدمت کریں گے تو وہ آپ کے قریب ہوں گے اور آپ کی بات مان جائیں گے۔ ہم لوگ خشک طریقہ سے ان کو حکم تو سناتے ہیں لیکن تالیفِ قلب نہیں کرتے۔ بھئی! پہلے زمین کو جوتنا ہوتا ہے پھر اس کو برابر کرتے ہیں پھر اس میں بیج ڈالتے ہیں اور ہم بس بیج بکھیر دیتے ہیں، کیونکہ وہاں محنت کرنی پڑتی ہے لہٰذا طریقہ سے اس کام کا اہتمام کیا جائے۔

نامحرم لے پالک اولاد سے پردہ کرنا بھی واجب ہے

بعض اکابر کے یہاں حاضری ہوئی تو وہاں ایک نوجوان ملازم لڑکا گھر میں گھس گیا۔ میں نے کہا کہ بھئی! یہ تو بالغ ہے۔ تو وہ کہنے لگے میں نے اپنی بیوی سے پردہ کرنے کا کہا تو وہ کہنے لگی کہ یہ تو چھوٹا سا تھا جب سے ہم نے

پالا ہوا ہے اور سب کا دیکھا بھالا ہے، اس سے کیا پردہ؟ میں نے کہا سبحان اللہ! آپ بھی اس کی بات مان گئے، ارے بھئی! سگے بہن بھائی جب چھوٹے ہوتے ہیں تو ننگے پھرتے ہیں اور جب بڑے ہوتے ہیں تو پورا لباس پہننا پڑتا ہے، جسم کا پردہ کرنا پڑتا ہے، ماں کو بھی پردہ کرنا پڑتا ہے، جو ماں اپنے بچے کو گود میں لے کر سلاتی ہے، سینہ پر بٹھاتی ہے، جب وہ بچہ بالغ ہوجاتا ہے تو کیا اس کے ساتھ لپٹ کر لیٹ سکتی ہے؟ تو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں کو ذکر وفکر اور تہجد واشراق کا تو جوش ہوتا ہے مگر اللہ سے ناراضگی اور گناہوں سے بچنے کی فکر نہیں ہوتی، یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ میں کہتا ہوں کہ چاہے نفل کم پڑھو، چاہے ذِکر کم کرو لیکن اپنے گھر میں اللہ کی نافرمانی نہ ہونے دو۔ اور خود تو بچنا ہی ہے مگر گھر والوں کو بھی بچانا ہے کیونکہ گھر کا جو بڑا ہے وہ مسئول ہوگا، اللہ کے یہاں اس سے سوال کیا جائے گا اور اگر کبھی کوئی ایسی صورتِ حال درپیش ہو کہ کچھ سمجھ میں نہ آئے تو کسی اللہ والے سے مشورہ کرلو۔ اگر سانپ بچھو کو خود نہیں مار سکتے تو مداری کو بلاؤ، سپیرے کو بلاؤ۔ تو نافرمانی مٹانے کے لئے، گھر میں بے پردگی مٹانے کے لیے اگر کوئی چاہے تو مجھ سے الگ مشورہ کرلے، میں ان شاء اللہ اس کو الگ مشورہ کا وقت دوں گا۔ تو گھر میں جتنے سانپ بچھو یعنی ٹی وی وغیرہ ہیں اس کے بارے میں مشورہ لیجئے، میں ان شاء اللہ صحیح مشورہ دوں گا۔

جو گناہ سے بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ضرور راستے کھولتے ہیں

کراچی میں ایک صاحب حکیم الامت کے مجازِ صحبت تھے اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے ان کو خلافت بھی دے دی تھی، ان کے گھر میں ان کے لڑکے وغیرہ ٹی وی چلاتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ملازم سے کہا کہ تم

آج اس ٹی وی کو کسی کو دے دو جو اس کو ضائع کر دے اور خود غائب ہو گئے پھر خود ہی شور مچانا شروع کیا کہ ٹیلی ویژن کو کیا ہوا، کوئی چور تو نہیں لے گیا؟ یہ نہیں کہا کہ چور لے گیا، یہ کہا کہ کوئی چور تو گھر میں نہیں آ گیا۔ تو اس طریقہ سے اس کو غائب کروا دیا۔ آپ میں اگر فکر ہو تو اللہ تعالیٰ راستے نکالتے ہیں۔

کفرانِ نعمت کیا ہے؟

خیر میں نے بات یہ پیش کی تھی کہ اگر کچھ موافق حالات آ جائیں تو اس وقت نعمت کا حق کیا ہے؟ اللہ کی نعمت کا حق یہ ہے کہ نعمت دینے والے کی مرضی کے مطابق نعمت کا استعمال کرنا اس کا نام شکرِ نعمت ہے اور نعمت کو مالک کی مرضی کے خلاف استعمال کرنا یہ کفرانِ نعمت ہے، مثلاً آنکھوں سے بدنظری کرنا یہ کفرانِ نعمت ہے، یہ نعمتِ بصارت کی ناشکری ہے کیونکہ جس نے آنکھ دی ہے وہ اس عمل سے راضی نہیں ہے، اسی طرح کان سے گانا سننا یا نامحرم عورتوں سے بات کر کے مزے لینا یہ قوتِ سامعہ کی ناشکری ہے۔ اور اس کا شکر کیا ہے؟ ماں باپ کی نصیحت سننا، قرآنِ پاک سننا اور اللہ والوں کی باتیں سننا اور سَمِعۡنَا کے ساتھ وَاَطَعۡنَا بھی ہو۔

متبع شریعت وسنت کے لیے کثرتِ غم، نسبت مع اللہ کا پیش خیمہ ہے

اسی طریقہ سے اگر غم پہنچ جائیں، حالات ناسازگار و ناموافق ہوں تو سمجھ لیجئے کہ اب اللہ تعالیٰ اپنا خاص تعلق دینے والے ہیں۔ یہاں ایک مسئلہ یہ سمجھ لو، اس کو تو میں شروع میں بیان کرنے والا تھا مگر اب مختصراً سن لو، کبھی تفصیل بھی کر دوں گا ان شاء اللہ، جب کبھی غم آئے، اسبابِ غم پیدا

ہوجائیں، ناموافق حالات سے عزت کونقصان پہنچ جائے یا کوئی اور ایسے حالات پیدا ہوجائیں تو اگر وہ اللہ تعالیٰ کے صحیح راستہ پر ہے، شریعت وسنت کا متبع ہے تو سمجھ لو کہ اب اس کو بہت زبردست ترقی ملنے والی ہے، یہ غم جو ہے یہ پیش خیمہ ہے نسبت مع اللہ کے اعلیٰ مقام ملنے کا بلکہ مقامِ صدیقیت ملنے کا، بشرطیکہ اتباع سنت اور اتباعِ شریعت بھی ساتھ ہو اور اس کی موٹی سی مثال بتاتا ہوں کہ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

سوگ میں یہ کس کی شرکت ہوگئی

بزمِ ماتم بزمِ عشرت ہوگئی

یعنی اللہ تعالیٰ کے تعلق کی برکت سے غم کی مجلس خوشی کی مجلس بن جاتی ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا تعلق ہے توان شاء اللہ وہ غم بھی خوشی بن جائے گا ؎

گر او خواہد عین غم شادی شود

عین بند پائے آزادی شود

اللہ! اللہ! کیا شان بیان کی حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے، اس کی کیا بہترین شرح فرمائی۔ دیکھئے! کلیدِ مثنوی کے دفتر ششم میں فرماتے ہیں کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے جو عین غم فرمایا ہے، تو یہ عینیت مصطلح ہے، یہ عوامی زبان نہیں استعمال کی، فلسفہ کی زبان استعمال کی، جیسے اصطلاح میں عین کہتے ہیں یعنی مِنْ حَیْثُ ہِیَ ہِیَ کی چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے، یعنی غم کی ذات کو اللہ خوشی بنانے پر قادر ہیں، دنیا والے تو غم کے اسباب کو ہٹا کر خوشی کے اسباب لاتے ہیں، لیکن اللہ کی اتنی بڑی طاقت ہے کہ غم کی ذات کو خوشی بنا دیتے ہیں۔ جس کو ہم پیر کی بیڑی سمجھتے ہیں کہ آہ کیا زنجیریں لگی ہوئی ہیں، ان زنجیروں کو اللہ تعالیٰ آزادی اور خوشی کی زنجیر بنا دیتا ہے، اللہ کے نام میں یہ اثر ہے۔

مالک حقیقی کے دو حق

تو جب کبھی ناموافق حالات آئیں تو اللہ سے عافیت کی دعا کرلے، یہی بندگی ہے اور یہی تسلیم ورضا ہے یعنی اس پر راضی رہنا یہ ادائے حقوقِ مالک ہے۔ مالک کے دو حق ہیں ناموافق حالات میں اللہ سے عافیت کی دعا مانگیں، اس میں اپنے ضعف اور عجز کا اظہار ہے اور ادائے حقِ بندگی ہے کہ میرا بندہ اپنے ضعف کا اقرار کررہا ہے کہ اللہ! غم زیادہ ہونے سے دل کمزور ہوجائے گا، ہم ضعیف ہیں، ناتواں ہیں، آپ اپنی رحمت سے اس غم کو عافیت سے تبدیل فرمادیں۔ مگر دل سے اس پر راضی بھی رہیں کہ اگر دعا قبول نہ ہوئی تو اسی حالت میں رہوں گا اور اللہ سے شکایت نہیں کروں گا، یہ تسلیم و رضا ادائے حقِ مالک ہے کہ ہمارے مالک ارحم الراحمین ہیں، اس غم میں یقیناً ہمارا کوئی فائدہ ہے، اس فائدہ کا یقین کرنا فرضِ عین ہے، دعا تو اسی وقت قبول ہوجاتی ہے گو بعض اوقات ظہور دیر سے کرتے ہیں، چاہتے ہیں کہ ابھی بندہ اور مانگتا رہے، ابھی اور مانگتا رہے، ابھی اور مانگتا رہے، اس طرح مناجات کے ذریعہ اس کا قرب بڑھا رہے ہیں۔ خواجہ صاحب کا شعر یاد آیا ؎

اُمید نہ بر آنا اُمید بر آنا ہے
اک عرض مسلسل کا کیا خوب بہانہ ہے

اگر اللہ تمہاری کسی آرزو یا خواہش کو پوری نہ کریں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مسلسل عرض کرنے کا ایک بہانہ پیدا کردیا ہے، چاہتے ہیں کہ اس کے دونوں ہاتھ میرے سامنے اٹھے رہیں، مجھ سے دور نہ جائیں۔ بابا جس بچے سے پیار کرتا ہے، چاہتا ہے کہ وہ میرے سامنے زیادہ رہے، بیٹا کہتا ہے کہ مجھے کمانے جانا ہے، وہ کہتا ہے کہ جتنا کمانا ہے اس سے زیادہ پیسہ مجھ سے لے لو،

تجھے دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈی رہتی ہیں، تو ربّا بھی بعض بندوں سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور اس کے لیے ایسے حالات پیدا کردیتے ہیں کہ وہ دیر تک مناجات کرے، دیر تک دعا مانگے۔ اس لئے جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر صدمہ آیا اور خواجہ صاحب کا اللہ سے اور قرب بڑھ گیا تو فرمایا کہ ؎

بڑھ گیا اُن سے تعلق اور بھی
دشمنیٔ خلق رحمت ہوگئی

دیکھا آپ نے اللہ سے تعلق بڑھ گیا یا نہیں؟ جب مخلوق کی بے وفائی سے دل ٹوٹ جاتا ہے تو مخلوق سے نظر ہٹ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا نزول قلبِ شکستہ پر ہوتا ہے

اور ایسے شکستہ دل میں اللہ ہوتا ہے۔ حدیثِ قدسی ہے:

((اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِاَجْلِيْ))

(المرقاۃ، کتابُ الجنائز، باب عیادۃ المریض)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، یہ موضوع نہیں ہے، اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ اللہ ٹوٹے ہوئے دل میں ہوتے ہیں۔ تو غموں سے، شکستہ دل سے اللہ اور زیادہ قریب ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ دشمنیٔ خلق سے اللہ کا تعلق بڑھ جاتا ہے اور حبِ جاہ ٹوٹ جاتی ہے۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں اٰخِرُ مَا يَخْرُجُ مِنْ رَّأْسِ الصِّدِّيْقِيْنَ حُبُّ الْجَاهِ یعنی صدیقین سے سب سے آخر میں حب جاہ نکلتی ہے، جاہ کی بیماری شکستہ دل سے جلد نکل جاتی ہے۔ جب دل پر غم آیا، مخلوق نے ستایا یا کوئی اور بات ہوگئی تو اس پر خواجہ صاحب کا ایک شعر سنئے! بہت پیارا شعر ہے، فرماتے ہیں ؎

نہ گھبرا کوئی دل میں گھر کر رہا ہے
مبارک کسی کی دل آزاریاں ہیں

جب گھر بنایا جاتا ہے توتھوڑی توڑ پھوڑ ہوتی ہے یا نہیں؟ سبحان اللہ! اگر دل کی آرزو توڑی جارہی ہے اور دل پر غم آرہے ہیں تو سمجھ لو کہ اب اللہ تعالیٰ تمہارے دل میں اپنا گھر بنارہے ہیں۔ اِس کو اسبابِ تکوینی کہتے ہیں کہ تکوینی طور پر اسباب پیدا ہوتے ہیں لہٰذا حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن میں سورۂ یوسف کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اگر مخلوق بے وفائی کرے، ستائے یا کوئی ناموافق حالات پیش آجائیں تو گھبراؤ نہیں، اللہ کی قضا پر نظر رکھو کہ یہ ان کی طرف سے ہورہا ہے اور ہماری تربیت ہورہی ہے، مخلوق سے کاٹ کر اپنے سے جوڑ رہے ہیں۔

توحکیم الامت فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو کہا تھا وہی کہنا چاہیے:

﴿لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ﴾

(سورۃ یوسف، آیت:۹۲)

اور فرمایا کہ مَنۡ یَّنۡظُرُ اِلَی الۡخَلۡقِ بِعَیۡنِ قَضَآءِ الۡحَقِّ جو اللہ تعالیٰ کی قضا کی آنکھوں سے مخلوق کو دیکھتا ہے لَا یُفۡنِیۡ اَیَّامَہٗ بِمُخَاصَمَۃِ النَّاسِ تو اپنے ایمان کو لوگوں سے مخاصمت اور جھگڑے میں ضائع نہیں کرتا وَیَقُوۡلُ کَمَا قَالَ یُوۡسُفُ عَلَیۡہِ السَّلَامُ لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ یعنی اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کے لئے فارغ رکھو۔ بھانجا ستا رہا ہے، ماموں ستا رہا ہے، رشتہ داروں نے کچھ کہہ دیا، تو ان کی طرف سے تو تکوینی طور پر یہی ہوا ہے، اگر معافی مانگیں تو کہہ دو کہ جاؤ بھئی! معاف بھی کردیا۔ لیکن یہاں ایک مسئلہ ہے، اگر ماموں نے زمین قبضہ کر کے دبالی تو وہاں پر لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ نہیں ہے، وہاں پر مقدمہ کر کے اپنا حق لو، سمجھے یا نہیں، یہ مسئلہ بتا رہا ہوں۔ وہ دوسرے حالات ہیں جیسے کسی نے زبان سے کچھ غیبت کردی یا کچھ اور بے وفائی کردی، پہلے

خوب آنا جانا تھا پھر ایک دم سے بائیکاٹ کر دیا، تعلق منقطع کر دیا، اس قسم کے صدمات میں علماء سے پوچھنا چاہیے۔

آج کی مجلس اسی بات پر ختم کرتا ہوں۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو اپنی آنکھوں کی حفاظت کی توفیق نصیب فرمائے کیونکہ بخاری میں اس کو زِنَا الْعَيْنِ کہا گیا ہے، یعنی آنکھوں کا زِنا، اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی آنکھوں کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں نامحرم عورتوں اور امردوں سے اور کانوں کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں گانے سننے سے اور زبان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں غیبت سے اور گالی گلوچ دینے سے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ